قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 14 مارچ 2020ء | 18 رجب 1441 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ: 64

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَ مَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِکَ مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا نُوۡحِیۡۤ اِلَیۡہِ اَنَّہٗ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدُوۡنِ ﴿۲۶﴾

(الانبیاء:26)

ترجمہ:اور ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر ہم اُس کی طرف وحی کرتے تھے کہ یقیناً میرے سوا کوئی معبود نہیں پس میری ہی عبادت کرو۔

فرمانِ رسول ﷺ

خدا کا بندے سے سلوک

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اپنے بندے سے اس کے اس حُسنِ ظنّ کے مطابق سلوک کرتا ہوں جو وہ میرے متعلق رکھتا ہے۔ جہاں بھی وہ میرا ذکر کرتا ہے۔ میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔

(مسلم کتاب التوبہ)

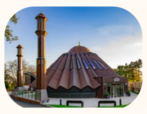

فرمان خلیفہ وقت

حضرت ابو طلحہؓ کے خواص

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’حضرت ابو طلحہؓ غزوۂ بدر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل تھے۔ حضرت ابو طلحہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبیؐ نے جنگِ بدر کے دن سردارانِ قریش میں سے چوبیس آدمیوں کی نسبت حکم دیا اور انہیں بدر کے کنوؤں میں سے ایک ناپاک کنویں میں ڈال دیا گیا اور آپؐ جب کسی قوم پر غالب آتے تو میدان میں تین راتیں قیام فرماتے۔ جب آپؐ بدر میں ٹھہرے اور تیسرا دن ہوا تو آپؐ نے اپنی اونٹنی پر کجاوہ باندھنے کا حکم دیا اور چنانچہ اس پر کجاوہ باندھا گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلے اور آپؐ کے صحابہ بھی آپؐ کے ساتھ چلے اور کہنے لگے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ آپؐ کسی غرض کے لئے چلے تھے۔ آپؐ اسی کنویں کی منڈیر پر پہنچ کر کھڑے ہو گئے جہاں ان چوبیس آدمیوں کی لاشیں ڈالی گئی تھیں۔ بند کنواں تھا۔ آپؐ ان کے اور ان کے باپوں کے نام لے کر پکارنے لگے کہ اے فلاں، فلاں کے بیٹے! اے فلاں، فلاں کے بیٹے! کیا اب تم کو اس بات سے خوشی ہو گی کہ تم نے اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کی ہوتی کیونکہ ہم نے تو سچ سچ پا لیا جو ہمارے رب نے ہم سے وعدہ کیا تھا۔ آیا تم نے بھی واقعی وہ پا لیا ہے جو تمہارے رب نے تم سے وعدہ کیا تھا؟ ابو طلحہؓ کہتے تھے کہ حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللّٰہؐ! آپؐ ان لاشوں سے کیا باتیں کر رہے ہیں جن میں جان نہیں ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے! کہ تم ان سے زیادہ ان باتوں کو نہیں سن رہے جو میں کہہ رہا ہوں یعنی یہ باتیں اب اللہ تعالیٰ آگے ان تک پہنچا بھی رہا ہے کہ کیا تمہارا بد انجام ہوا۔‘‘

(خطبہ جمعہ 31 جنوری 2020ء)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

تزکیہ نفس کے امور

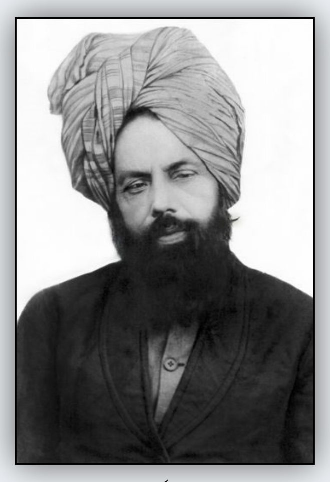

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’میں سچ کہتا ہوں کہ تم کسی کو اپنا ذاتی دشمن نہ سمجھو اور اس کینہ توزی کی عادت کو بالکل ترک کر دو۔ اگر خدا تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے اور تم خدا تعالیٰ کے ہو جاؤ تو وہ دشمنوں کو بھی تمہارے خادموں میں داخل کر سکتا ہے۔ لیکن اگر تم خدا ہی سے قطع تعلق کئے بیٹھے ہو اور اس کے ساتھ ہی کوئی رشتہ دوستی کا باقی نہیں، اس کی خلاف مرضی تمہارا چال چلن ہے۔ پھر خدا سے بڑھ کر تمہارا دشمن کون ہو گا؟ مخلوق کی دشمنی سے انسان بچ سکتا ہے لیکن جب خدا دشمن ہو تو پھر اگر ساری مخلوق دوست ہو تو کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے تمہارا طریق انبیاءؑ کا سا طریق ہو۔ خدا تعالیٰ کا منشاء یہی ہے کہ ذاتی اعداء کوئی نہ ہوں۔

خوب یاد رکھو کہ انسان کو شرف اور سعادت تب ملتی ہے جب وہ ذاتی طور پر کسی کا دشمن نہ ہو۔ ہاں اللہ اور اس کے رسول کی عزت کے لیے الگ امر ہے۔ یعنی جو شخص خدا اور اس کے رسُول کی عزت نہیں کرتا بلکہ ان کا دشمن ہے اسے تم اپنا دشمن سمجھو۔ اس دشمنی سمجھنے کے یہ معنے نہیں ہیں کہ تم اس پر افتراء کرو اور بلا وجہ اس کو دکھ دینے کے منصوبے کرو۔ نہیں۔ بلکہ اس سے الگ ہو جاؤ اور خدا تعالیٰ کے سپرد کرو۔ ممکن ہو تو اس کی اصلاح کے لئے دعا کرو۔

یہ امور ہیں جو تزکیہ نفس سے متعلق ہیں۔ کہتے ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک دشمن سے لڑتے تھے اور محض خدا کے لئے لڑتے تھے۔ آخر حضرت علیؓ نے اس کو اپنے نیچے گرا لیا اور اس کے سینہ پر چڑھ بیٹھے۔ اُس نے جھٹ حضرت علیؓ کے منہ پر تھوک دیا۔ آپ فوراً اس کی چھاتی پر سے اُتر آئے اور اسے چھوڑ دیا۔ اس لیے کہ اب تک تو میں محض خدا تعالیٰ کے لئے تیرے ساتھ لڑتا تھا لیکن اب جبکہ تو نے میرے منہ پر تھوک دیا ہے۔ تو میرے اپنے نفس کا بھی کچھ حصہ اس میں شریک ہو جاتا ہے۔ پس میں نہیں چاہتا کہ اپنے نفس کے لیے تمہیں قتل کروں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے نفس کے دشمن کو دشمن نہیں سمجھا۔ ایسی فطرت اور عادت اپنے اندر پیدا کرنی چاہئے۔ اگر نفسانی لالچ اور اغراض کے لئے کسی کو دُکھ دیتے اور عداوت کے سلسلوں کو وسیع کرتے ہیں تو اس سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کو ناراض کرنے والی کیا بات ہو گی؟‘‘

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 105)

اس شمارہ میں

- دیں کی خدمت پہ ہر وقت معمور ہے
- ایمان کا زیور اور دین کا سنگھار تقویٰ
- دو مبلغین کے اعزاز میں تقریب
- جلسہ سالانہ کی کچھ یادیں
- ڈاکٹر عمر احمد شہید

دربارِ خلافت

آنحضرتؐ کا صحابہؓ کو دین سکھانا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوطلحہؓ سے فرمایا کہ اپنے لڑکوں میں سے میرے لیے کوئی لڑکا تلاش کرو جو میری خدمت کرے تا میں خیبر کا سفر کروں۔ حضرت ابوطلحہؓ سواری پر مجھے یعنی حضرت انسؓ کو پیچھے بٹھا کر لے گئے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں میں اس وقت لڑکا تھا اور بلوغت کے قریب پہنچ چکا تھا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا۔ جب آپؐ اترتے میں اکثر آپؐ کو یہ دعا مانگتے سنا کرتا تھا کہ

اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّیْنِ وَغَلَبَۃِ الرِّجَالِ

کہ اے میرے اللہ ! میں تیری پناہ لیتا ہوں غم و اندوہ سے درماندگی اور سستی سے اور بخل اور بزدلی سے اور قرض داری کے بوجھ سے اور لوگوں کی سختی سے۔

ایک دوسری روایت میں اس طرح بھی آیا ہے۔ یہ حضرت انسؓ کی روایت ہے۔ پہلی بھی بخاری کی تھی اور یہ بھی بخاری کی ہی ہے ۔ حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ مدینہ میں آئے۔ آپؐ کا کوئی خادم نہ تھا۔ حضرت ابوطلحہؓ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے لے کر رسول اللہؐ کے پاس گئے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ! انس سمجھدار لڑکا ہے۔ یہ آپؐ کی خدمت کرے گا۔ حضرت انسؓ کہتے تھے چنانچہ میں نے سفر میں بھی آپؐ کی خدمت کی اور حضر میں بھی۔ جو کام بھی میں کرتا آپؐ مجھے کبھی نہ فرماتے تُو نے یہ کام اس طرح کیوں کیا اور جو کام میں نے نہ کیا ہوتا اس کی نسبت آپؐ مجھے کبھی نہ فرماتے کہ تم نے اس کو اس طرح کیوں نہیں کیا یعنی کبھی کوئی روک ٹوک نہیں کی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے جب آپؐ عُسفان (عُسفان مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے۔) وہاں سے لوٹے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور آپؐ نے حضرت صفیہ بنت حُیَی کو پیچھے بٹھایا ہوا تھا۔ آپؐ کی اونٹنی نے ٹھوکر کھائی اور دونوں گر پڑے۔ حضرت ابوطلحہؓ یہ دیکھ کر فوراً اونٹ سے کُودے اور بولے یا رسول اللہؐ! میں آپؐ پر قربان۔ آپؐ نے فرمایا پہلے عورت کی خبر لو۔ حضرت ابوطلحہؓ نے اپنے منہ پر کپڑا ڈال لیا اور حضرت صفیہؓ کے پاس آئے اور وہ کپڑا ان پر ڈالا یعنی ان کو پردے کا اتنا لحاظ تھا اور ان دونوں کی سواری درست کی جس پر وہ سوار ہو گئے اور ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد حلقہ بنا لیا۔ جب ہم مدینے کی بلندی پر پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ۔

ہم لوٹ کر آنے والے ہیں۔ ہم اپنے رب کے حضور توبہ کرنے والے ہیں۔ اپنے رب کی عبادت کرنے والے اور اپنے رب کی ستائش کرنے والے ہیں۔

آپؐ جس وقت تک کہ مدینے میں داخل ہوئے یہی کلمات فرماتے رہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

”ایک دفعہ جبکہ آپؐ غزوۂ خیبر سے واپس تشریف لا رہے تھے اور آپؐ کی بیوی حضرت صفیہؓ بھی آپؐ کے ساتھ تھیں تو راستے میں اونٹ بدک گیا اور آپؐ اور حضرت صفیہؓ دونوں گر گئے۔ حضرت ابوطلحہ انصاریؓ کا اونٹ آپؐ کے پیچھے ہی تھا۔ وہ فوراً اپنے اونٹ سے کود کر آپؐ کی طرف گئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! میری جان آپؐ پر قربان آپؐ کو کوئی چوٹ تو نہیں آئی؟ جب ابو طلحہؓ آپؐ کے پاس پہنچے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوطلحہ! پہلے عورت کی طرف، پہلے عورت کی طرف۔“ دودفعہ فرمایا ”وہ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق تھے۔“ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت طلحہؓ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق تھے ”جب آپؐ کی جان کا سوال ہو تو اس وقت انہیں کوئی اَور کیسے نظر آسکتا تھا مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ اور پہلے عورت کو اٹھاؤ۔“

(خطبہ جمعہ 31جنوری2020ء)

دیں کی خدمت پہ ہر وقت معمور ہے

آنکھ پُر نم ہے دل ہے حزیں آج کل
تیرے در پر جھکی ہے جبیں آج کل
وہ جو دن رات کاموں میں مصروف ہے
دیں کی خدمت پہ ہر وقت معمور ہے
فکر جس کو محمدؐ کے پیغام کا
وقت جس کو نہیں کچھ بھی آرام کا
وقف تیرے لئے جس کے شام و سحر
رحمتیں رب کی ہوں میرے مسرور پر
پاس جس کے نہیں وقت اپنے لئے
بوجھ کاندھوں پہ اپنے اٹھائے ہوئے
قوم و ملت کا غم ہے ستائے ہوئے
درد سینے میں سب کے چھپائے ہوئے
درد ہے اور اینٹھن سے دو چار ہے
دیں کی خدمت کو پھر بھی وہ تیار ہے
تیری الفت میں ہر دم وہ سرشار ہے
تیرے دیں کا جفاکش وہ سالار ہے
دوست انسانیت کا ہے دمساز ہے
کچھ طبیعت پیاروں کی ناساز ہے
ہم تو کمزور ہیں سخت لاچار ہیں
تُو تو شافی ہے قادر ہے مختار ہے
اپنے فضلوں سے کامل شفا کر عطا
اپنی تائید و نصرت اُسے کر عطا
دکھ سے تسکین و راحت عطا ہو اسے
منزلوں کی طرف آگے بڑھتا رہے
دشمنِ دین جلتا ہے جلتا رہے
نازؔ ! کے ہاتھ اُٹھے ہیں دعا کے لئے
لب پہ بھی التجا ہے اُسی کے لئے
عمر و صحت کی دولت عطا کر اسے
اپنی تائید و نصرت عطا کر اسے

طاہرہ زرتشت نازؔ۔ناروے

بشیر الدین کمال

حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم کا ذکر خیر

حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم حضرت مسیح موعودؑ کی پہلی پوتی حضرت مصلح موعودؓ کی لخت جگر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی بہن اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی والدہ ماجدہ اور خاکسار کی خوشدامن صاحبہ کی سگی پھوپھی زاد بہن اور خاکسار کی اہلیہ کی خالہ ہیں۔

آپ خاندان حضرت مسیح موعودؑکی بزرگ ہستی تھیں۔ لجنہ میں آپ کو کافی عرصہ خد مات کر نے کی توفیق ملتی رہی۔ خصوصاً لجنہ ربوہ میں آپ کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جا سکے گا ۔ آپ نے بہت با برکت اور مبارک زندگی گزاری ہے۔ بابرکت اور مبارک زندگی کا اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا فرزند عطا فرمایا جس کو خدا نے ردائے خلافت پہنائی اور جس کا نام نامی حضرت مر زا مسروراحمد ہے جس کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ کا الہام ہے انی معك یا مسرور یعنی اے مسرور! میں تمہارے ساتھ ہوں ۔ اسی طرح آپ کا بابرکت وجود حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کو پورا کرنے والا بھی ہوا۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ کا الہام حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد کے بارے میں ہے کہ ’’بادشاہ آتا ہے‘‘ جو کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ جب آپ نے ردائے خلافت پہنی پور اہوا۔

آپ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہت شفیق تھیں۔خاکسار کی اہلیہ پر ایک بہت بڑا احسان آپ نے اس طرح فرمایا اور جس کو بیان کرنا خاکسار ضروری سمجھتا ہے وہ یہ کہ اہلیہ صاحبہ کے والد مرزا احمد شفیع پارٹیشن کے وقت قادیان دارالامان میں ڈیوٹی پر مامور شہید ہوگئے تھے۔ جن کا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے خطبہ جمعہ میں ذکر فرمایا تھا۔اس طرح خاکسار کی خوشدامن نے ایک لمبا عرصہ بیوگی کا کاٹا۔خاکسار کی اہلیہ اور خوش دامن صاحبہ اکٹھی ربوہ رہ رہی تھیں۔خاکسار کی خوش دامن کی وفات پر خاکسار کی اہلیہ محترمہ امۃ القیوم اکیلی رہ گئی تھیں ۔ آپ کے بہن بھائی سب باہر کے ملکوں میں تھے۔ آپ یہاں اکیلی رہ گئی تھیں۔طبعاًحضرت صاحبزادی کو آپ کی فکر ہوئی ۔ اسی فکر میں آپ نے ان کی شادی کا فیصلہ فرمایا جو کہ ایک مستحسن فیصلہ تھا۔ چنانچہ آپ نے یہ کام اپنی پیاری بیٹی امۃ القدوس بیگم اہلیہ صاحبزادہ مرزا غلام احمدکے ذمہ لگایا۔ چنانچہ آپ کی کوششیں بارآور ہوئیں اور ہمارا رشتہ ہو گیا ۔ ہمارا رشتہ ہونے کے بعد آپ نے مجھے اور میری اہلیہ کو گھر بلایا۔

ہمیں مل کر بہت ہی خوش ہوئیں اور کچھ نصائح بھی فرمائیں اور بہت خدمت کی خصوصاً آئس کریم سے۔ جب بھی جاتے ہنستے مسکراتے ملتی رہیں اور آئس کریم ضرور کھلاتیں۔ عید کے موقع پر جاتے تب بھی بہت خدمت ہوتی۔اس موقع پر ضرور بھیجتیں۔یہ آپ کی محبت اور پیار تھا۔ ورنہ ہم تو اپنے آپ کو اس قابل بھی نہ سمجھتے تھے۔

خاکسار کی جب شادی محترمہ امۃ القیوم صاحبہ سے ہوئی خاکسار نے خیال کیا کہ خاکسار جیسا کمزور اور گناہ گار آدمی حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان کا فرد نہیں ہو سکتا ۔ شادی کے تین سال بعدخواب میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان کے مرد حضرات کا گروپ فوٹو ہے۔ جس کی تین قطاریں ہیں۔کھڑے ہوئے، کرسیوں پر بیٹھے ہوئے اور نیچے زمین پر بیٹھے ہوئے۔ جو نیچے زمین پر بیٹھے ہوئے ہیں ان کے درمیان خاکسار بھی بیٹھاہواہے۔

عید الفطر کے موقع پر حضرت صاحبز ادی صاحبہ تمام خاندان کی دعوت کرتیں ایک دفعہ ہم دونوں میاں بیوی کو بھی بلایا۔ یہ تھی آپ کی شفقت۔

اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں آپ کو اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔خدا کے ہاں ایسے ہی ہنستی اورمسکراتی رہیں جس طرح اس دنیا میں اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔خصوصاً حضرت صاحب اور آپ کی دیگر اولاد کو۔آمین

(روزنامہ الفضل 26ستمبر2011ء)

****

انڈونیشیا میں احمدیت کا آغاز

مکرم مولانا محمود احمد چیمہ مربی انڈونیشیا تحریر کرتے ہیں:۔

1921ء یا1922ء میں چند نوجوان مکرم مولوی ابوبکر ایوب ، مکرم مولوی احمد نورالدین مکرم مولوی ذینی دھلان اور حاجی عمر حصول تعلیم کیلئے سماٹرا سے لکھنؤ ہندوستان میں پہنچے اور تعلیم حاصل کرنی شروع کی۔ چند ماہ کے بعد انہوں نے اپنے ایک استاد کو اپنے ایک پیر کی قبر پر سجدہ کرتے ہوئے دیکھا۔ تو وہاں سے تعلیم چھوڑ کر یہ نوجوان احمدیہ بلڈنگ لاہور میں پہنچے اور چند ماہ وہاں رہ کر یہ سب نوجوان 1923 ء میں قادیان گئے اور چند ماہ بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بیعت کرکے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو گئے۔ پھر کچھ اور طالب علم بھی وہاں آگئے۔

1924ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ جب لنڈن کا دورہ کرکے واپس آئے تو ان انڈونیشین طلباء نے حضور کی دعوت کی۔ اور درخواست کی کہ ایک مربی کو جزائر شرق الہند(انڈونیشیا) بھجوایا جائے۔ تو حضور نے اگست1925ء میں حضرت مولوی رحمت علی کو وہاں بھجوایا۔

ان کو حضور کی نصیحت تھی کہ علم کا گھمنڈرکھنے والے علماء کو خلوت میں ملیں۔ دعوت الی اللہ کا کام بتدریج ہو۔ نئے احمدیوں میں دعوت الی اللہ کی عادت پیدا کریں، عمدہ نمونہ بنیں۔ آپ نے وہاں پہنچ کر دعوت الی اللہ بذریعہ پبلک لیکچر، اخبارات اور انفرادی ملاقاتوں سے شروع کی۔ چند مباحثات اور مناظرے بھی ہوئے جن سے متاثر ہو کر کئی لوگ احمدیت میں داخل ہونے شروع ہو گئے۔

(الفضل8 ستمبر 2003 ء)

****

کرامت رحمٰن

نسیم سیفی سابق ایڈیٹر الفضل کی یاد میں

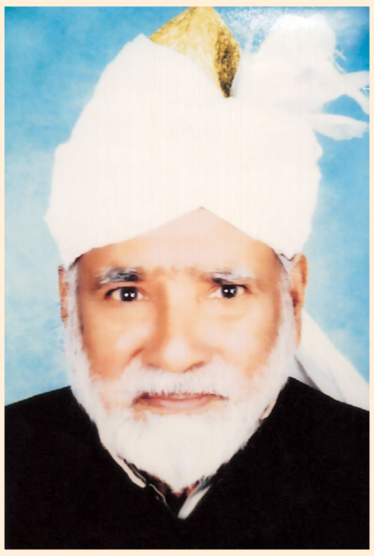

مورخہ 2فروری1997ء کے الفضل اخبار پر نظر ڈالی تو ایک تحریر میری نظر سے گزری اس میں محترم نسیم سیفی کی ایک نظم چھپی تھی ۔یہ ان کی زندگی کی آخری نظم لگتی تھی وہ کچھ یوں تھی۔

پرچم میرے ہاتھ میں میدان قلم کا
حاصل ہے نصیب مجھے احباب کرم کا
تنقید کرو یا میری تائید میں بولو
ملتا ہے صلہ مجھ کو میرے اپنے ستم کا
امید کے بل بوتے پہ میں آگے بڑھا ہوں
سودا نہ کرو مجھ سے محبت کے بھرم کا
شائد کوئی آ جائے میری آگ بجھانے
دروازہ کھلا رکھتا ہوں میں زیست کے غم کا
کر دیتا ہوں میں گھر کی منڈیروں پہ چراغاں
شائد کہ مداوا ہو میرے ہجر کے غم کا
جانے کو چلے جاؤ مگر لوٹ بھی آنا
مرہم ہے یہی ہجر کے ہررنج و الم کا
تم نقش قدم چھوڑ کے جانے کی نہ سوچو
مٹتے ہوئے ماضی پہ بھی سایہ ہے عدم کا
گم سم ہے نسیم آج تو حیرت کی نہیں بات
یہ دیکھ کہ کیا حال ہے اب نوک علم کا

جب میں نے محترم نسیم سیفی کی اوپر والی نظم کو پڑھا مجھے ان کےساتھ گزرا ہوا زمانہ یاد آیا جو میں نے ان کے ساتھ وکالت تصنیف میں گزارا تھا جبکہ وہ تحریک جدید رسالہ کے ایڈیٹر بھی تھے۔ میں نے ان کو بہت قریب سے دیکھا اور میں جانتا ہوں کہ وہ صحافت کی الف۔ب سےخوب واقف تھے اگر ان کے بارے یہ کہا جائے کہ صحافت کے باباتھےغلط نہ ہوگا۔

****

ندیم احمد فرخ

ایمان کا زیور اور دین کا سنگھار۔تقویٰ

رنگ تقویٰ سے کوئی رنگت نہیں ہے خوب تر
ہے یہی ایماں کا زیور ہے یہی دیں کا سنگھار

خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں تقویٰ کی اہمیت ، تقویٰ کی وجہ سے ہونے والے انعامات اور غیرمتقیوں کے انجام غرض ہر پہلو پر روشنی ڈال دی ہے تقویٰ کا ذکر قرآن کریم میں کم و بیش 242 بار آیا ہے ان میں سے چند آیات کے اردو ترجمے مندرجہ ذیل ہیں

چنانچہ خدا تعالیٰ تقویٰ کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

اے مومنو ! تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو گے تو وہ تمہارے لئے ایک بڑا امتیاز کا سامان پیدا کر دے گا اور تمہاری کمزوریوں کو دور کرے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ (الانفال: 30)

بلا شبہ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ (الحجرات: 14)

اور زادِسفر جمع کرتے رہو پس یقیناً اچھا زادِسفر تقویٰ ہے۔ (البقرہ:198)

تقویٰ کا لباس تو سب سے بہتر ہے۔ (الاعراف:27)

اور نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے سے تعاون کرو اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں تعاون نہ کرو اور اللہ سے ڈرو یقیناً اللہ سزا دینے میں بہت سخت ہے۔ (المائدہ:3)

اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔ (الحجرات:11)

انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو یقیناً اللہ ہمیشہ اس سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو!اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جیساکہ اس کے تقویٰ کا حق ہے اور ہرگز نہ مرو مگر اس حالت میں کہ تم پورے فرمانبردار ہو۔ (آلِ عمران:103)

اللہ تعالیٰ متقیوں سے محبت کرتا ہے۔ (التوبۃ:7)

(نیک) عاقبت یقینا متقیوں کی ہی ہوتی ہے۔ (ہود:50)

اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تا تم پر رحم کئے جاؤ۔ (الانعام:159)

اے لوگو!جو ایمان لائے ہو اگر اللہ کا تقویٰ اختیار کرو گے تو وہ تمہارے لئے ایک امتیازی نشان بنا دے گا اور تم سے تمہاری برائیاں دور کردے گا اور تم کو بخش دے گا اور اللہ فضل عظیم کا مالک ہے ۔ (الانفال: 30)

اور جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرے اس کے لئے نجات کی کوئی راہ بنا دے گا ور وہ اسے وہاں سے رزق عطا کرتا ہے جہاں سے وہ گمان بھی نہیں کرسکتا۔ (طلاق: 3،4)

اور جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرے اللہ اپنے حکم سے اس کیلئے آسانی پیدا کردے گا۔ (طلاق: 5)

یقیناً متقی باغوں اور چشموں میں(متمکن) ہوں گے۔ (الحجر:46)

اور ان لوگوں سے جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا کہا جائے گا کہ وہ کیا ہے جو تمہارے رب نے اتارا ہے؟ وہ کہیں گے سراپا خیر ان لوگوں کے لئے جنہوں نے اس دنیا میں نیک اعمال کئے بھلائی مقدر ہے اور آخرت کا گھر بہت ہی بہتر ہے اور کیا ہی عمدہ ہے متقیوں کا گھر۔ہمیشہ رہنے والے باغات ہیں جن میں وہ داخل ہوں گے جن کے دامن میں نہریں بہتی ہوں گی اور ان کے لئے اس میں وہ کچھ ہو گا جو وہ چاہیں گے اسی طرح اللہ متقیوں کو جزاء دیا کرتا ہے۔ (النحل:61-62)

اور جو بھی اپنے ربّ کے مقام سے ڈرتا ہے اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔ (الرحمٰن:47)

اور جنت متقیوں کے قریب کر دی جائے گی۔ (الشعراء:91)

یقیناً متقی پُر امن مقام میں ہوں گے۔ (الدخان:52)

اورمتقی کے انجام کے ساتھ ساتھ غیر متقی کا انجام بھی خداتعالیٰ نے بتا دیا چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

یقیناً کامیاب ہو گیا جس نے اس(تقویٰ) کو پروان چڑھایا اور نا مراد ہو گیا جس نے اسے مٹی میں گاڑدیا۔ (الشمس:10-11)

اسی لئے نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب کو وقتاً فوقتاً اس طرف توجہ دلائی چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ

’’اے ابو ہریرہ! تقویٰ اور پرہیز گاری اختیار کر، تو سب سے بڑا عبادت گزار ہو جائے گا۔‘‘

اسی طرح حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔

’’اللہ تعالیٰ اس انسان سے محبت کرتا ہے جو پرہیز گار ہو ، بے نیاز ہو ، گمنامی اور گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرنے والا ہو۔‘‘

(مسلم کتاب الزہد والرقاق حدیث نمبر:7621)

جیساکہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کی سورہ الحجرات میں اپنے نزدیک سب سے زیادہ معزز تقویٰ والے کو قرار دیا ہے اسی طرح آنحضرتﷺ نے بھی خدا کے نزدیک معزز ہونے کا معیار تقویٰ ہی بیان کیا ہے چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے ۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتﷺ سے پوچھا گیا لوگوں میں سب سے زیادہ عزت والا کون ہے ؟ حضور ﷺ نے فرمایا’’اتقاھم‘‘یعنی لوگوں میں سب سے زیادہ متقی‘‘

(بخاری کتاب الانبیاء باب کان یوسف و اخوتہ ایات للسائلین)

بلکہ آنحضرت ﷺ نے تو حصول تقویٰ کی دعا بھی سکھلائی جو آپؐ اکثر پڑھا کرتے تھے جیسا کہ حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بالعموم یہ دعا پڑھا کرتے تھے ۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ الْھُدٰی وَالتُّقٰی

’’اے اللہ میں تجھ سے ہدایت و تقویٰ کا طالب ہوں اورعفت اور غنا چاہتا ہوں۔‘‘

(مسلم کتاب الذکر باب الورع والتقویٰ)

حضرت مسیح موعودؑ نے نہ صرف نثر بلکہ اپنے منظوم کلام میں بھی تقویٰ کے مضمون کو کمال خوبصورتی سے بیان فرمایا ہے ۔ جیساکہ آپ فرماتے ہیں :

ہمیں اس یار سے تقویٰ عطا ہے
نہ یہ ہم سے کہ یہ احسانِ خدا ہے
ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے
اگر یہ جڑ رہی تو سب کچھ رہا ہے
یہی اک فخر شانِ اولیاء ہے
بجز تقویٰ زیادت ان میں کیا ہے
مجھے تقویٰ سے اس نے جزا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ
عجب گوہر ہے جس کا نام تقویٰ
مبارک وہ ہے جس کا کام تقویٰ
سنو! ہے حاصل اسلام تقویٰ
خدا کا عشق مے اور جام تقویٰ
مسلمانو! بناؤ تام تقویٰ
کہاں ایماں اگر ہے خام تقویٰ
یہ دولت تو نے مجھ کو اے خدا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

اللہ تعالیٰ ہم کو تقویٰ کے بلند معیار حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

****

عرفان احمد خان۔نمائندہ جرمنی

دو مبلغین کے اعزاز میں تقریب

جامعہ احمدیہ قادیان کے زمانے سے یہ روایت چلی آرہی ہے کہ جامعہ احمدیہ کے فارغ التحصیل شاہدین میں سے چند خوش نصیب طلباء کو اعلیٰ دینی تعلیم کے حصول کے لئے دیگر اسلامی ممالک میں قائم قدیم یونیورسٹی میں بھجوایا جاتا ہے۔ اب بفضل خدا دنیا کے دیگر ممالک میں قائم ہونے والے جامعہ احمدیہ اس روایت پر عمل پیرا ہیں۔

جامعہ احمدیہ جرمنی سے 2017 ء میں شاہد کی ڈگری حاصل کرنے والے طالب علم اب پوری طرح میدان عمل میں سرگرم ہیں۔ اُن میں سے دو طالب علم مکرم عثمان احمد چیمہ اور مکرم انیق احمد کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کے مطابق عربی کی اعلیٰ تعلیم کے حصول اور قدیمی درس گاہوں سے استفادہ کرنے کے لئے ایک ملک میں بھجوایا جا رہا ہے۔ ان دونوں شاہدین کی روانگی سے قبل شعبہ تبلیغ نے اُن کے اعزاز میں خصوصی تقریب کا اہتمام مورخہ 13 فروری2020ء کو بعد نماز عشاء بیت السبوح میں کیا۔ جس میں مکرم شمشاد احمد قمر پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی ، مکرم حمید احمد قمر ایم اے واقف زندگی، مکرم محمد الیاس منیر مدیر اعلیٰ اخبار احمدیہ جرمنی بھی شامل تھے۔

تقریب کے آغاز میں مکرم انیق احمد واقف زندگی نے تلاوت قرآن کریم کی۔ نیشنل سیکرٹری تبلیغ مکرم حافظ فرید احمد خالد نے تقریب کی غرض بیان کرتے ہوئے یاد دلایا کہ ہم نے یہ روایت دیکھی تھی کہ سلسلہ کے مبلغین کے دیگر ممالک کو روانہ اور وہاں سے واپس آنے پر تحریک جدید اور لوکل صدر عمومی کی طرف سے سادگی کے ساتھ تقاریب کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس روایت کو زندہ رکھنے کے لئے ہم نے اپنے دو مبلغین کرام کے اعزاز میں اس مختصر تقریب کا اہتمام کیا ہے۔ مکرم مربی حفیظ احمد انچارج عربی ڈیسک نے دونوں نوجوان مبلغین کا مختصر تعارف کرواتے ہوئے دوران تعلیم دونوں کی تعلیمی استعدادوں سے روشناس کروایا اور بتایا کہ آجکل دونوں عربی ڈیسک سے منسلک ہیں۔

مکرم شمشاد احمد قمر پرنسپل جامعہ احمدیہ نے مختصر تقریر میں کہا کہ انسان جتنی چاہے ڈگریاں حاصل کرلے لیکن علم سیکھنے کا عمل نہ کبھی ختم ہوا ہے اور نہ ختم ہو سکتا ہے۔ کوشش یہی ہونی چاہیے کہ علم کا پانی ٹھہرے نہیں ۔ مومن کا آج کا قدم گزرنے والے کل سے بہتر ہونا چاہئے، یہ کبھی خیال نہ کریں کہ منزل آگئی۔ مکرم صداقت احمد مبلغ انچارج جن کی صدارت میں یہ تقریب منعقد ہوئی نے کہا کہ تبلیغ کے کاموں اور جلسہ سالانہ کے حوالے سے دونوں مبلغین کا مشاہدہ کیا ہے دونوں خدا کے فضل سے محنتی کارکن ہیں۔ ان کو ہم اپنی دعاؤں کے ساتھ رخصت کرتے ہیں۔ اللہ کرے کہ یہ اس مقصد کو سامنے رکھنے والے ہوں جس کے لئے وہ اس نئے سفر پر روانہ ہورہے ہیں۔ شعبہ تبلیغ کی طرف سے دونوں مبلغین کی خدمت میں تحائف پیش کئے گئے۔ جس کے بعد دعا ہوئی اور تمام حاضرین جن کی تعداد 50کے قریب تھی جن کو کھانا پیش کیا گیا۔

مکرم عثمان احمد چیمہ 1992ء میں بہاولنگر میں پیدا ہوئے اور 2006ء میں والدین کے ہمراہ جرمنی آگئے اور مقامی کالج سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد 2010ء میں جامعہ احمدیہ جرمنی میں داخل ہوئے اور 2017ء میں شاہد کی ڈگری حاصل کی۔ مکرم انیق احمد کی پیدائش 1992ء میں جرمنی میں پیدا ہوئے۔ مقامی تعلیم مکمل کرنے کے بعد 2010ء میں جامعہ احمدیہ جرمنی میں داخل ہوئے اور 2017ء میں شاہد پاس کرنے کے بعد شعبہ عربی اور ڈرائے آئش جماعت میں خدمت کررہے ہیں۔

****

سید شمشاد احمد ناصر۔امریکہ

جلسہ سالانہ کی کچھ یادیں اور کچھ باتیں

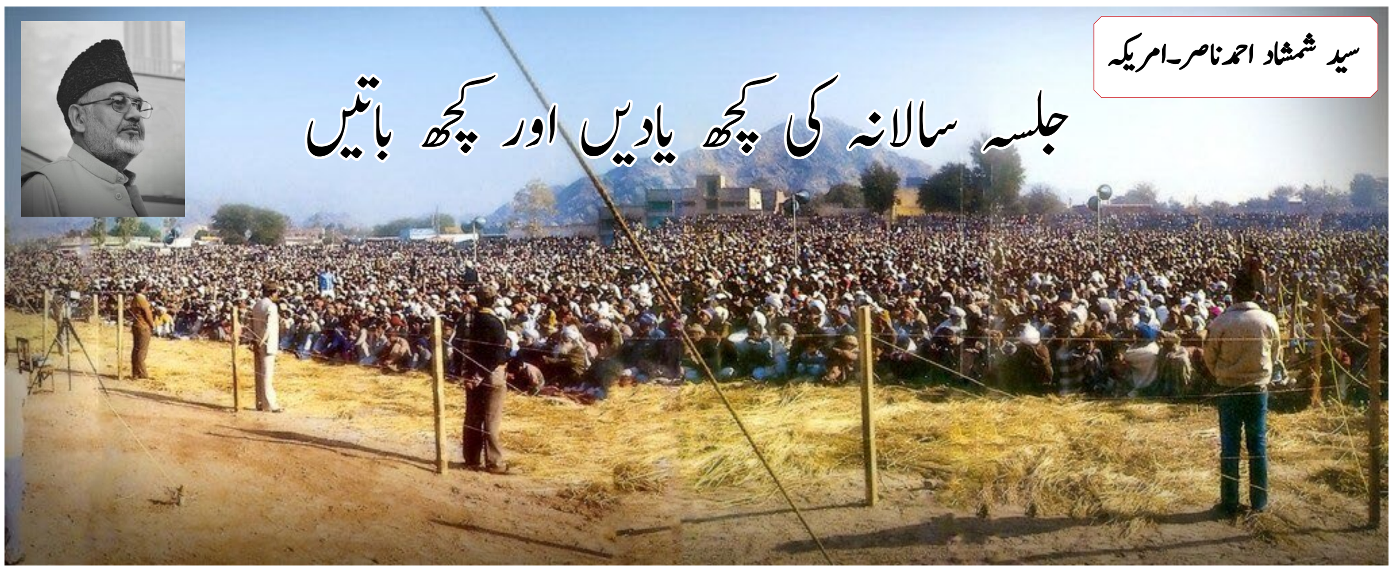

خاکسار اپنے والدین اور دادا، دادی کے ساتھ چنی گوٹھ ضلع بہاولپور میں رہائش پذیر تھا۔ احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور میں دسویں جماعت تک تعلیم حاصل کی۔دسویں تک میں کبھی ربوہ نہیں آیا تھا اور نہ ہی کوئی جلسہ اٹینڈ کیا تھا۔ میرے والدین ہر سال ضرور جلسہ پر جاتے تھے اور جب ربوہ سے واپس آتے تو ربوہ شریف کی کچھ سوغات ضرور لاتے۔ جس میں لنگر کی روٹیاں، سرمہ نور، الیس اللہ کی انگوٹھیاں وغیرہ ضرور ہوتی تھیں۔ مجھے ان دنوں سفر کے لئے چناب ایکسپریس اختیار کی جاتی تھی۔ اس میں احمدیوں کے لئے زائد بوگیاں بھی لگتی تھیں۔

چونکہ جلسہ سردیوں میں ماہ دسمبر کی آخری تاریخوں میں ہوتا تھا تو سفر کے لئے اباجان نے ایک بستر بند بھی خریدا تھا۔ اس میں رضائی اور گدا اور تکیہ وغیرہ جلسہ کے دنوں میں استعمال کے لئے ڈالا جاتا تھا یہ کافی مضبوط ہوتا تھا اور ایک لمبا عرصہ ساتھ دیتا رہا۔ بلکہ جامعہ سے خاکسار 1973ء میں فارغ ہوا تو اپنی پہلی تقرری جس گاؤں میں ہوئی (لاٹھیانوالہ ضلع فیصل آباد) اپنے دیگر سامان کے ہمراہ میری والدہ صاحبہ نے وہ جلسہ والا بستر بند بھی خاکسار کو رضائی ڈال کر دے دیا۔ خاکسار 1966ء میں میٹرک کے بعد پہلی مرتبہ ربوہ آیا اور جامعہ میں داخلہ لیا۔ جامعہ کے پرنسپل محترم سید میر داؤد احمد تھے اور وہی افسر جلسہ سالانہ بھی ہوتے تھے۔

جلسہ کے دنوں میں ربوہ کی رونق پہلی مرتبہ دیکھی۔ تمام جماعتی عمارتوں اور ادارہ جات، سکول کالج وغیرہ میں خیمے ہی خیمے مہمانوں کے لئے لگ جاتے تھے، بھرپور انداز میں مہمان نوازی کا جذبہ اہالیانِ ربوہ میں ابھر جاتا تھا۔ خیمے اور چھولداریاں مسجد مبارک کے سامنے بھی لگ جاتی تھیں۔

اس سے قبل والدین جب بھی جلسے پر آتے تھے تو وہ میرے تایا جان سید منیر احمد شاہ صاحب کے ہاں ٹھہرتے تھے، یا کبھی کسی اور عزیز کے گھر، مگر اس مرتبہ میں نے چاہا کہ وہ میرے ساتھ ہی ٹھہریں۔ اس کے لئے میں نے محترم افسر جلسہ سالانہ سید میر داؤد احمد کی خدمت میں درخواست دی اور مجھے بھی ایک چھولداری (خیمہ) الاٹ ہو گیا اور تھا بھی وہ مسجد مبارک کے سامنے والے پلاٹ میں۔

جامعہ احمدیہ کے تمام طلباء کی ڈیوٹیاں جلسہ کے مہمانوں کی خدمت کے لئے لگتی تھیں۔ چنانچہ میری سب سے پہلی ڈیوٹی شعبہ استقبال میں لگی۔ اس کے ناظم محترم مولانا ابوالمنیر نورالحق تھے۔ شعبہ استقبال میں ڈیوٹی ربوہ ریلوے سٹیشن پر اور ربوہ کے اڈہ پر ہوتی تھی۔ ہر دو جگہ پر خیمہ لگ جاتا تھا اور آنے والے مہمانوں کا استقبال کرنے کے لئے انہیں اھلاً وسھلاً ومرحبا لاؤڈ سپیکر پر کہا جاتا تھا۔ ڈیوٹی دینے والوں کا کام ہوتا تھا کہ وہ سب مہمانوں کو دیکھیں کسی کو مدد کی ضرورت ہو تو مدد کریں اگر کسی کا سامان اٹھا کر گھر بھی لے جانا پڑے وہ بھی کرنا ہوتا تھا۔ ہر قسم کی مدد کو فوری اور یقینی بنانا ہوتا تھا۔ جب گاڑیاں ریلوے اسٹیشن ربوہ پر آتی تھیں اور ان سے مہمان باہر نکلتے وہ منظر دل اور طبیعت پر ایک گہرا اثر چھوڑتا تھا۔ تلاوت ہو رہی ہے، نظمیں پڑھی جارہی ہیں، اھلاً وسھلاً کہا جارہا ہے، مہمانوں کو خوش آمدید ہو رہا ہے، ہر ایک دوسرے سے مل کر اتنا خوش کہ جس کا حساب ہی نہیں۔ یہ منظر ایک روحانی کشش اور تاثیر لئے ہوتا تھا۔

اور یہی کچھ منظر ربوہ بس اڈہ پر ہوتا تھا۔ وہاں بھی وافر مقدار میں کارکن ڈیوٹی دینے والے ہوتے تھے قریباً ہر بس سے ہی جلسہ کے ایام میں مسافر اترتے تھے جنہیں مدد کی ضرورت پڑتی تھی اور کارکن، معاون، ہمہ تن مصروف ہوتے تھے اور اپنے آپ کو خدمت کے لئے ہر وقت تیار!

1966ء کا جلسہ پہلا جلسہ تھا جس پر خاکسار نے استقبال کے شعبہ میں ڈیوٹی دی۔ پورا جلسہ تو ڈیوٹیوں کی وجہ سے کبھی سن نہ پایا۔ البتہ اپنے ناظم صاحب کی اجازت سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی تقاریر جلسہ میں ضروری سنی ہیں۔ پہلے جلسہ پر ہی جب ضلع بہاولپور کی جماعت کی حضرت خلیفہ ثالثؒ سے ملاقات تھی تو اس میں بھی خاکسار شامل ہوا تھا۔ قصرِ خلافت میں اتنا ہجوم ملاقاتیوں کا خاکسار نے اس سے قبل کہیں نہیں دیکھا تھا۔

جلسہ سے ایک دو روز قبل گول بازار کے پیچھے جہاں دفتر جلسہ سالانہ ہے پہلے اس کی کوئی خاص عمارت نہ ہوتی تھی صرف دو تین چھوٹے چھوٹے کمرے اور باقی کھلی جگہ ہوتی تھی۔ جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ تشریف لا کر جلسہ کے کارکنان کا معائنہ اور اپنی ہدایات سے نوازتے تھے۔ تمام ڈیوٹی سرانجام دینے والوں کے نام اس کے شعبہ کے نیچے لکھے ہوتے تھے۔

خاکسار کی ڈیوٹی اگلے سال 1967ء میں لنگر خانہ نمبر1 میں لگی۔ اس کے ناظم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد ہوتے تھے۔ یہاں پر پہلی ڈیوٹی معاون روٹی پکوائی اور روٹیوں کی گنتی پر تھی اور اس کے بعد سے 1978ء تک خداتعالیٰ کے فضل سے اسی لنگر خانہ نمبر1 میں ڈیوٹی لگتی رہی۔’’ایں سعادت بزور بازو نیست۔‘‘

صرف ایک سال ناظر صاحب اصلاح وارشاد مولانا عبدالمالک خان نے اپنے ساتھ جلسہ سالانہ کے سٹیج پر لگائی تھی۔ لیکن دوبارہ مکرم مرزا خورشید احمد نے انہیں خط لکھ کر مجھے واپس لنگر خانہ 1 ہی میں اپنی ڈیوٹی پر لگوالیا۔

لنگر 1 کی منجملہ خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ تھی کہ یہ لنگر سب سے پہلے شروع ہوتا تھا اور سب سے آخر میں بند ہوتا تھا۔ جلسہ کے اختتام پر اس لنگر میں آخری دن حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی شام کے وقت دعوت بھی ہوتی تھی۔ جس میں مکرم صاحبزادہ مرزا منصور احمد افسر رابطہ، مکرم میر داؤد احمد افسر جلسہ سالانہ ، مکرم چوہدری حمیداللہ، مکرم صاحبزادہ مرزاطاہر احمد (خلیفۃ المسیح الرابعؒ) مکرم سید میر محمود احمد ناصر سلمہ اللہ تعالیٰ، صاحبزادہ مرزا خورشید احمد ناظم لنگر، مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد، مکرم پروفیسر نصیر احمد خان مرحوم، مکرم چوہدری سمیع اللہ سیال، مکرم پروفیسر عبدالرشید غنی مکرم صوفی بشارت الرحمٰن، مکرم چوہدری بشیر احمد سابق صدر عمومی، مکرم چوہدری محمد علی وغیرہم کا شامل ہونا یاد ہے۔

اس وقت خصوصیت کے ساتھ مکرم رانا محمد دین کھانا بنایا کرتے تھے جس میں مغز پائے، آلو گوشت، دال، گڑ والے چاول اور گرم گرم تنور کی روٹیاں ہوتی تھیں۔ مٹی کے برتنوں میں کھانا پیش ہوتا تھا۔

قارئین کے ازدیاد علم کے لئے یہ لکھنا بھی بے جا نہ ہو گا کہ اس وقت جتنے بھی لنگر چلتے تھے سب میں کھانا پکانے کا کام لکڑیوں کے جلانے سے ہوتا تھا، مثلاً سالن دیگ میں جب پکتا تھا تو دیگیں مٹی کے چولہوں پر اور ان چولہوں میں لکڑیاں جلائی جاتی تھیں۔ اسی طرح روٹی تنوروں میں پکتی تھی اور تنوروں میں لکڑیاں جلائی جاتی تھیں۔ جب تنوروں میں لکڑی ڈالی جاتی اس کی وجہ سے شدید دھواں نکلتا تھا جس سے آنکھوں میں پانی کا آنا قدرتی بات تھی۔ محترم میر داؤد احمد نے لنگرخانوں میں گیس کے تنور لگانے کا انتظام کروایا۔ یہ غالباً 69-1968ء کا واقعہ ہے۔ اس کی الگ تفصیل ہے۔ لیکن پہلے تنوروں کی جگہ نئے تنور ڈالنے تھے، ان کے لئے کھدائی کا کام کرنا تھا۔ ادھر جلسہ بھی نزدیک آگیا تھا اور انہی دنوں عیدالاضحی بھی قریب تھی یہ ساری باتیں اکٹھی ہوگئیں تو میر صاحب نے جامعہ کے طلباء کی عید کی چھٹیاں منسوخ کر دیں سب طلباء کو لنگر 1 میں تنوروں کے لئے کھدائی پر وقار عمل پر لگایا۔ عید کے دن بھی عید کی نماز پڑھ کر سب طلباء جامعہ لنگر ایک میں حاضر ہو گئے جن میں خاکسار بھی شامل تھا، سارا دن وقار عمل کیا، زمین کھودی گئی، دوپہر کو محترم میر صاحب نے سب کے لئے عید کا کھانا جس میں قورمہ، پلاؤ اور زردہ تھا سب کو کھلایا گیا۔ سوئی گیس کے تنوروں اور روٹی کی مشینوں پر ان دنوں خاکسار کو یاد ہے مکرم مرزا لقمان حال پورٹ لینڈ اور مکرم ملک منور اپنی ٹیم کے ساتھ بڑی تندہی کے ساتھ کام کرتے تھے۔

ربوہ میں جلسہ کے دنوں میں جلسہ کی تقاریر کے پروگراموں کے علاوہ ایک دو باتیں اور ایسی ہیں جو ہر شخص کو متاثر کرتی تھیں ایک تو مساجد میں اور خصوصاً مسجد مبارک میں نماز تہجد کا قیام اور درس، دوسرے ہر جگہ بروقت کھانے کی ترسیل۔

ہر گھر میں کم از کم 20-25 مہمان تو ضرور ٹھہرے ہوتے تھے یہ کم سے کم والی تعداد ہے ورنہ اوسطاً تو 35-40 سے زائد ہر گھر میں مہمان ٹھہرے ہوتے تھے، باقی مہمانان کرام جماعتی ادارہ جات کی عمارتوں میں اور پھر جتنے گراونڈ تھے خواہ وہ عمارتوں کے ہوں یا باہر ہوں سب میں خیمہ جات نصب ہوتے تھے جن میں مہمانوں کو ٹھہرایا جاتا تھا اور پھر دسمبر کی شدید سردی میں ہر جگہ کھانا پہنچایا جاتا تھا۔ یہ سارے مناظر دیدنی ہوتے تھے۔ اور جن گھروں میں مہمان ہوتے تھے وہ اتنے مہمانوں کی پرچی بنوا کر نزدیکی لنگر خانہ سے کھانا لے کر آتے تھے۔

ایک اور واقعہ جو ذہن میں نقش ہے کہ جب جماعت احمدیہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تو ربوہ کی دیواروں پر جہاں جگہ جگہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تحریر تھا یا قرآنی آیات اور الہامات حضرت مسیح موعودؑ یا تحریرات درج تھیں جن میں نماز کا، ذکر الٰہی کا، درود شریف کا، اچھے اخلاق اپنانے کا ذکر تحریر تھا حکومتی کارندوں نے اور مولویوں نے مٹانا شروع کیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے یہ بھی تحریک کی کہ غیر ممالک سے نمائندگان جلسہ میں شامل ہونے کے لئے آیا کریں۔ ان غیر ملکی نمائندگان کے لئے جلسہ کی سٹیج پر بیٹھنے کا انتظام ہو تا تھا تو حضور انور نے اپنی تقریری میں بڑے جلالی انداز سے فرمایا کہ یہ لوگ کلمہ کو اور دیگر تحریرات کو دیواروں سے مٹا رہے ہیں آپ نے سارے نمائندگان کو جو غالباً 18 ممالک سے تشریف لائے ہوئے کھڑے ہونے کا ارشاد فرمایا اور کہا کہ ’’دیواروں پر سے تو آپ کلمہ کو مٹا سکتے ہو، مگر ان لوگوں کے دلوں سے کلمہ کو اور اسلام کی صداقت اور محمد رسول اللہ ﷺ کی صداقت کو کیسے مٹاؤ گے۔‘‘

اس عاجز نے 1966ء سے 1977ء تک 11 سال جلسہ ربوہ دیکھا اور ایک سال شعبہ استقبال میں تو باقی سارے سالوں میں لنگر خانہ 1 میں ڈیوٹی کی سعادت نصیب ہوئی۔ مئی 1978ء میں خاکسار گھانا مغربی افریقہ خدمت دین کے لئے روانہ ہوا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں پر بھی جلسہ سالانہ بڑی باقاعدگی

کے ساتھ ہر سال ہوتا ہے اور بڑی شان کے ساتھ گھانا میں جلسہ سالانہ اپنے پرانے ہیڈکوارٹر سالٹ پانڈ میں سمندر کے کنارے پام کے درختوں کے نیچے ہوتا رہا ہے۔

1979ء کا پہلا جلسہ خاکسار نے وہاں دیکھا۔ ہزاروں کی تعداد میں مسیح موعود علیہ السلام کے پروانے جلسہ کے لئے وہاں پہنچ جاتے تھے۔ وہاں پر بھی جلسہ پر آنے والوں کا ہجوم دیدنی ہوتا تھا۔ بسوں کے ذریعہ، گاڑیوں کے ذریعہ، ٹیکسی کے ذریعہ، نظمیں پڑھتے، درود شریف پڑھتے ہوئے، اپنی مقامی زبان میں نغمے الاپتے، نعرے مارتے جلسہ گاہ میں داخل ہوتے تھے۔

اس وقت وہاں پر لنگر خانے کا اس طرح انتظام تو نہیں تھا جس طرح قادیان یا ربوہ میں ہوتا ہے لیکن وہاں پر بھی بہت وسیع پیمانے پر کھانے کے انتظامات ہوتے تھے، مرد اور عورتیں کھانا پکانے میں شریک ہوتے تھے۔

ایک خاص بات جلسہ کے موقع پر ان دنوں کی یہ ہے کہ ان دنوں میں چندہ کی تحریک جلسہ کے دنوں میں کی جاتی تھی اور لوگ مالی قربانی دل کھول کر کرتے تھے بلکہ اس طور پر کہ بعض اوقات مالی قربانی کے جوش میں لوگ جو کچھ جیب میں ہوتا سب کچھ خدا کی راہ میں قربان کر دیتے اور ان کے پاس واپسی کا کرایہ بھی نہ ہوتا تھا۔ پھر وہ کسی سے ادھار لے کر واپس جاتے اور قرض واپس کرتے تھے۔ اس اخلاص کا خاکسار خود عینی گواہ ہے۔

جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے گھانا کا دورہ فرمایا تو آپ نے یہ ترغیب دی اور چندوں کے صحیح نظام کو یعنی چندہ عام جلسہ سالانہ وغیرہ شرح کے مطابق اور آمدن کے مطابق ماہ بماہ ادا کرنے کی تحریک فرمائی۔

1979ء سے 1982ء تک خاکسار نے یہاں گھانا مغربی افریقہ میں جلسوں میں شمولیت کی جلسہ کے موقعہ پر دو سال نماز تہجد باجماعت پڑھانے اور دو سال درس دینے کا موقع بھی ملا۔

1982ء کے بعد خاکسار کو 2008ء میں امریکہ کے نمائندہ کے طور پر گھانا کے جلسہ میں دوبارہ شامل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ یہ خلافت جوبلی کا جلسہ تھا اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس میں شامل ہونے کے لئے بنفس نفیس تشریف لائے تھے۔ اکرا ایئر پورٹ پر استقبال کرنے کی سعادت بھی ملی۔

اس جلسہ میں تو ایسا لگتا تھا کہ ہم حج کے موقع پر عرفات کے میدان میں آگئے ہیں۔ بے حد گرمی نہ کوئی درخت کا سایہ، نہ کوئی سائبان، باغ احمد (سویڈرو کے نزدیک جگہ جو جلسہ گاہ ہے) میں اس جلسہ کا اپنا ہی نظارہ تھا۔ ایک لاکھ سے زائد حاضرین تھے، سب نے سفید لباس زیب تن کئے ہوئے تھے۔

ایک تو جوبلی کا جلسہ تھا پھر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد نے تو گویا چار چاند لگا دیئے تھے۔

جس دن جمعہ تھا لوگ گرمی میں کھلے آسمان تلے، صبح 10 بجے سے بھی پہلے آکر بیٹھنا شروع ہو گئے تھے۔ ہر شخص کی خواہش تھی کہ حضور کو نزدیک سے دیکھے۔ ان کا یہ شوق اور اشتیاق دیدنی تھا۔ جمعہ پڑھانے کے بعد جب حضور واپس تشریف لے کر گئے ہیں اپنی رہائش گاہ کی طرف تو وہ منظر تو ایسا جذباتی تھا کہ الفاظ میں بھی بیان نہیں ہو سکتا۔ عورتوں نے اپنے بچوں کو کاندھوں پر بٹھایا ہوا تھا، بھاگ رہی تھیں کہ کسی طرح ان کے بچوں کی نظریں حضور پر پڑجائیں۔

1982ء میں خاکسار گھانا سے سیرالیون گیا۔ وہاں پر بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر سال بو (Bo) میں جلسہ ہوتا ہے۔ احمدیہ سیکنڈری سکول کے وسیع و عریض احاطہ میں۔

یہاں کی بھی ایک خاص بات یہ ہے کہ جمعہ کے دن صبح سے اتوار کی صبح تک 3دن تہجد میں اور فجر کی نماز میں اتنی ہی حاضری ہوتی ہے جتنی کہ جلسہ کے وقت۔

یہاں پر بھی لنگر کا اس طرح انتظام نہیں ہوا تھا ہر قبیلے کے لوگ یا جماعتوں کے لوگ اپنا اپنا کھانا خود پکاتے تھے۔ مالی قربانی کا یہاں بھی اسی طرح رواج تھا جس طرح خاکسار نے گھانا کے بارے میں میں ذکر کیا ہے کہ جلسہ کے موقع پر ہی مالی قربانی زیادہ تر اکٹھی کی جاتی تھی۔ ماہانہ چندے بھی لئے جاتے تھے مگر زیادہ زور مالی قربانی کا جلسہ کے ایام میں ہی کیا جاتا تھا۔

جلسہ پر آنے والوں کا یہا ں بھی اسی طرح استقبال ہوتا ہے، اسی طرح شعبے کام کرتے ہیں۔

خاکسار کو 2013ء میں مرکزی نمائندہ کی حیثیت سے سیرالیون کے جلسہ میں جانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اب تو خداتعالیٰ کے فضل سے ترقی کی نئی نئی راہیں کھل چکی ہیں، جلسہ کے انتظامات میں بھی بہت بہتری آئی ہے۔ کافی سالوں سے ہیڈ آف دی سٹیٹ صدر مملکت اپنی کابینہ کے ساتھ پورے سیشن میں شامل ہوتے ہیں۔ جماعتی خدمات کو سراہتے ہیں۔ جلسہ کے موقع پر احمدیہ سیکنڈری سکول میں صدر مملکت کو گارڈ آف آنر بھی پیش کیا جاتا ہے، سارے شہر کے لوگ اسے دیکھنے کے لئے اڈ پڑتے ہیں اور یہ ساری مفت میں تبلیغ ہو جاتی ہے۔ شاذ ہی کوئی ایسا شخص ہے جسے جماعت احمدیہ کا پتہ نہ ہو اور خداتعالیٰ کے فضل سے شاملین جلسہ بھی خداتعالیٰ کے ان فضلوں سے پورا حظ اٹھاتے ہیں اور شکر خداوند بجالاتے ہیں، کہاں وہ وقت جبکہ ہمارے پرانے مبلغین کرام سروں پر سامان اٹھائے گاؤں گاؤں پھرتے تھے، بعض اوقات مہمان نوازی کرنے کا سوال ہی نہیں، اپنے گاؤں میں رہنے کی اجازت بھی دینا گوارا نہ کرتے تھے، مگر اب خداتعالیٰ کی شان کہ صدر مملکت کو وہاں گارڈ آف آنر پیش کیا جاتا ہے اور جماعت کا نام بار بار دہرایا جاتا ہے۔ نعرہ تکبیر بلند ہوتا ہے غلام احمد کی جے کا نعرہ افریقن لوگوں کی زبان سے سن کر عجب وجد طاری کرتا ہے۔

اگرچہ یہ جلسہ کے بارے میں اپنی یادداشت لکھ رہا ہوں، سیرالیون میں جلسہ کے تعلق میں ایک عجیب روحانی واقعہ بھی پیش آیا اس کا ذکر کرنا بھی مناسب ہو گا۔

گھانا میں 4سال خاکسار بغیر فیملی کے رہا۔ سیرالیون میں خاکسار کی فیملی جب آئی تو اگلے سال ہم نے جلسہ پر جانا تھا سوچا کہ دونوں بچوں کے لئے (عزیزم سید ممتاز احمد اور عزیز سید سعادت احمد) جو اس وقت علی الترتیب 5اور 6 سال کے تھے، کے لئے نئے کپڑے جلسہ کے لئے بنوا لوں۔ ان دنوں مگبور کا نارتھ ریجن میں متعین تھا۔ خاکسار نے بچوں کے کپڑے ایک درزی کو جو مشن ہاؤس کے پاس تھا، سلنے کے لئے دیئے اور وعدہ کیا کہ ہمارے سفر پر روانہ ہونے سے 3 دن قبل وہ کپڑے دے دے گا۔ مگر کپڑے نہ سلے تھے۔ خاکسار نے انہیں وعدہ یاد دلایا تو کہنے لگا کہ کل لے جائیں، میں اگلے دن گیا مگر پھر بھی کپڑے تیار نہ تھے۔ کہنے لگا کہ اچھا کل ضرور مل جائیں گے، جب پھر گیا تو وہ کپڑے سی رہا تھا تیار نہ تھے، بلکہ ایک نوجوان آدمی جو مجھے بڑا بھلا مانس شریف النفس لگا اس کی کپڑے سینے میں مدد کر رہا تھا۔ خیر میں نے اس نوجوان سے کہا کہ میں اب سفر پر جارہا ہوں جب میں واپس آجاؤں گا تو مجھے ملنا۔ جلسہ کے بعد واپس آیا اور نوجوان سے ملاقات کی اور پوچھا کہ وہ کون ہے؟ اور کیا کام کرتا ہے؟ کہنے لگا کہ میرا نام ڈیوڈ فوفانا ہے اور میں یہاں کے مشن کے ساتھ ہی جو ’’مراناتھا‘‘ چرچ ہے اس میں پادری ہوں۔ میں نے کہا اور؟ کہنے لگا کہ میرے والدین مسلمان ہیں اور فلاں جگہ میرا گاؤں ہے۔ میرا دادا بھی گاؤں کا چیف ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم پادری کیسے بنے؟ کہنے لگا کہ میں دل سے مسلمان ہی ہوں لیکن میں غریب آدمی ہوں میرے پاس تعلیم کے لئے اخراجات نہ تھے، ان چرچ والوں نے میری مدد کی اور مجھے جاب دی ہے اس چرچ میں، جس کی وجہ سے میں اب ان کا پرچار کر رہا ہوں، میں نے کہا کیا تم دل سے مسلمان ہو کہنے لگا بالکل مسلمان ہوں، میں نے کہا کہ اگر میں تمہیں نوکری دوں تو کیا تم چرچ کی ملازمت اور عیسائیت چھوڑ سکتے ہو، کہنے لگا کہ ہاں۔ میں نے کہا ذرا بیٹھو، میں ابھی آتا ہوں۔ میں کمرے میں گیا اور اپنے ایک احمدیہ سکول کے ہیڈماسٹر کے نام خط لکھا کہ اس نوجوان کو سکول میں فوری طور پر جاب دے دو۔ ’’استاد رکھ لو‘‘۔ ہیڈماسٹر صاحب نے اسے جاب دی اور سکول میں ٹیچر رکھ لیا۔ مجھے یہ احساس تھا کہ ایک مسلمان محض پیسوں اور جاب نہ ہونے کی وجہ سے عیسائیت کی آغوش میں آگیا ہے۔ چنانچہ اسے جاب مل گئی۔ قریباً دس بارہ دن کے بعد وہ مجھے خود ملنے آیا کہنے لگا کہ کیا آپ مجھے احمدیت کے بارے میں بتا سکتے ہیں۔ میں نے اسے کہا کہ میں نے تمہیں اس لئے جاب نہیں دلوائی کے تم احمدی ہو جاؤ۔ وہ میرا اخلاقی فرض تھا، کہنے لگا کہ نہیں میں روزانہ سکول جاتا ہوں پڑھاتا ہوں، وہاں دیگر اساتذہ سے ملتا ہوں اور ماحول کو دیکھ رہا ہوں جس سے میں بہت متاثر ہوں اس لئے میں احمدیت کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں۔ خاکسار نے اس پر یہ بات دوبارہ وضاحت سے بیان کی کہ آپ کو جو نوکری دی گئی ہے اس سے یہ نہ سمجھو کہ میں تمہیں احمدی کرنا چاہتا ہوں۔ بہرحال اسے میں نے احمدیت کی ابتدائی باتیں بتائیں وہ سن کر چلا گیا۔ خاکسار نے ایک خط حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں اس سارے واقعہ کے بارے میں لکھ دیا اور دعا کی درخواست کی۔ یہ نوجوان کچھ دنوں کے بعد پھر آیا اور پھر احمدیت کے بارے میں مزید معلومات لیں۔ اتنے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی طرف سے دعاؤں بھرا خط ملا اور اس میں ساتھ لکھا تھا کہ ’’ان شاء اللہ یہ نوجوان احمدیت قبول کرے گا۔‘‘ جس دن یہ خط ملا اسی دن سہ پہر کے قریب یہ نوجوان آیا کہ میں احمدی ہونا چاہتا ہوں۔ اور اس طرح یہ نوجوان مسٹر ڈیوڈ فوفانا حلقہ بگوش احمدی ہو گیا۔ الحمدللہ میرے حساب میں یہ بھی جلسہ سیرالیون کی ایک برکت تھی، لیکن یہ برکت یہیں پر ختم نہیں ہوتی اس کے نیک اثرات آگے بھی چلتے ہیں۔

پھر ہم نے اس کے گاؤں میں احمدیت کی تبلیغ کا پروگرام بنایا۔ وہ ایک الگ ایمان افروز واقعہ ہے پھر ذکر ہو گا۔ خداتعالیٰ کے فضل سے وہ سارا گاؤں احمدی ہوا۔ اور مکرم چوہدری حمیداللہ وکیل اعلیٰ تحریک جدید نے اپنے دورہ سیرالیون کے موقعہ پر اس گاؤں کا وزٹ بھی کیا تھا اس گاؤں کا نام روکمبی (Rokombi) ہے۔ جومائل 91 کے ساتھ ہے۔

چند سال پہلے خداتعالیٰ کے فضل سے خاکسار اور خاکسار کی فیملی کو یہاں برلب سڑک جو فری ٹاؤن اور بو کے درمیان ہے ایک اچھی خوبصورت مسجد حضور انور خلیفۃالمسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے تعمیر کرنے کی بھی توفیق ملی۔

سیرالیون میں جلسہ کے حوالہ سے ایک اور بات بلکہ واقعہ کا ذکر کرنا بھی مناسب ہو گا کہ ان دنوں جلسوں کے موقعہ پر ہی زیادہ چندہ اکٹھا کیا جاتا تھا، مالی قربانی پر ایک تقریر ہوتی تھی پھر جماعت کے بڑے سرکردہ احباب آکر مالی قربانی پیش کرتے تھے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے لوگوں کا تانتا بندھ جاتا تھا اور مالی قربانی ہوتی تھی۔ خاکسار نے جیسا کہ بتایا ہے کہ ’’مگبورکا‘‘ میں متعین تھا، اور یہ نارتھ ریجن میں واقع ہے۔اس سے قبل ساؤتھ، ویسٹ کے ریجن جن میں فری ٹاؤن، بو اور کینمار شہروں کی جماعتیں ہمیشہ مالی قربانی میں احمدیہ فلیگ Flag علم انعامی کے طور پر لے جاتی تھیں، اس ریجن کی باری کبھی نہیں آئی۔ چنانچہ خاکسار نے اپنی جماعتوں کا بار بار دورہ کیا اور ہر احمدی سے ملاقات کی مالی قربانی کی اہمیت و برکات بتائیں اور خداتعالیٰ کے فضل سے 1984ء سے جلسہ میں ہمارے ریجن نے پہلی مرتبہ علم انعامی مالی قربانی میں حاصل کیا۔ فالحمدللہ علی ذلک ۔

جلسہ یو ایس اے

خاکسار کو 10ستمبر1987ء کو امریکہ خدمت دین کے لئے بھیجا گیا اور ڈیٹن میں متعین ہوا۔ اور پچھلی تین دہائیوں سے یہاں امریکہ کے جلسہ میں شمولیت کی توفیق مل رہی ہے۔ پہلے تو یہاں یہ جلسہ یونیورسٹیوں میں ہوتا تھا۔ حاضری بھی اس وقت کے لحاظ سے مناسب ہی ہوتی تھی۔ کھانے کا بندوبست یونیورسٹی کے کچن سے ہی

ہوتا تھا جو کہ بہت مہنگا پڑتا تھا۔ پھر مکرم ڈاکٹر صلاح الدین کی تگ و دو سے محترم مرزا مظفر احمد کی امارت میں لنگرخانہ کا انتظام شروع ہوا جو اب تک خداتعالیٰ کے فضل سے بڑی کامیابی کے ساتھ چل رہا ہے اور اس انتظام میں ہر سال مزید وسعت پیدا ہو رہی ہے۔

اس وقت امریکہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے ساتھ اپنا 71واں جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

خاکسار نے جیسا کہ بتایا ہے کہ ستمبر 1987ء میں آیا۔ پہلا جلسہ 1988ء میں مشاہدہ کیا۔ اس وقت امریکہ کے امیر و مشنری انچارج مکرم مولانا شیخ مبارک احمد تھے۔ ان ایام میں مکرم مشنری مبشر احمد جلسہ گاہ کے افسر تھے اور ان کے ساتھ ساتھ مکرم ملک مسعود احمد افسر جلسہ سالانہ ہوتے تھے۔ ہر دو کو ایک لمبا عرصہ اس خدمت کا موقع ملا ہے۔ مکرم مبشر احمد جب افسر جلسہ گاہ تھے تو خاکسار کو ان کے ساتھ دو دفعہ ناظم پروگرام، دو دفعہ نائب افسر جلسہ گاہ کی بھی خدمت کا موقع ملا۔

جلسہ جو خاکسار نے شروع میں دیکھا وہ بالٹی مور کی ایک یونیورسٹی میں پھر ڈیٹرائٹ میں اور پھر نیویارک میں اور اس کے بعد مسجد واشنگٹن میں ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ہمارے جلسوں کو برکت اور رونق بخشی۔ مسجد بیت الرحمان میں جلسے باہر پارکنگ لاٹ میں ٹینٹ لگا کر ہوتے تھے۔ شدید گرمی، جگہ تھوڑی بلکہ واش روم کی کمی بھی اس موقع پر بہت شدت سے محسوس ہوتی تھی۔ مگر مسیح موعودؑ کے یہ پروانے ہر قسم کی تکلیف کو بالائے طاق رکھتے اور جلسے میں شامل ہوتے، نہ صرف جلسہ میں شامل ہوتے بلکہ مغرب و عشاء کے وقت مجلس عرفان ہوتی اور حضورؒ اس میں احباب کے سوالوں کے جواب دیتے اور آمین کی تقاریب منعقد ہوتی تھیں۔

ورجینیا کے Expo سینٹر میں بھی کچھ عرصہ ہمارا جلسہ ہوا، ہر جگہ ہر سال جگہ کی قلت محسوس ہوتی رہی۔ جلسہ سالانہ کے افسران میں مکرم عبدالشکور احمد نے بھی کافی خدمت کی ہے۔ ان کے بعد مکرم وسیم حیدر کو بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بطور افسر جلسہ سالانہ ایک لمبے عرصہ تک خدمت کی توفیق ملی اور اب کئی سالوں سے مکرم ملک بشیر احمد یہ خدمات بجا لارہے ہیں۔

جیسا کہ خاکسار نے بتایا ہے کہ صاحبزادہ مرزا مظفر احمد 1989ء میں امریکہ کے امیر بنے اور ان کے دور امارت میں یہ جلسہ اکثر مسجد بیت الرحمان میں ہی ہوتا رہا۔ اس کے بعد مکرم ڈاکٹر احسان اللہ ظفر امیر بنے، ان کے دور امارت میں جلسہ ہیرس برگ کے Expo سینٹر میں ہونا شروع ہوا۔ اور اب صاحبزادہ مرزا مغفور احمد گزشتہ 3سالوں سے جماعت کے امیر ہیں اورجلسہ کی مناسب جگہ کی بھی تلاش ہو رہی ہے اورجلسہ فی الوقت یہیں پر ہو رہا ہے۔ گزشتہ 3دہائیوں میں جلسہ ترقیات کی منازل چھو رہا ہے۔ حاضری بڑھ رہی ہے انتظامات میں وسعت پیدا ہو رہی ہے۔

مکرم مرزا احسان نصیر احمد افسر جلسہ گاہ کے طور پر کئی سالوں سے خدمات بجالا رہے ہیں جن کے ذمہ جلسہ کا پروگرام مرتب کروانا ہے۔آپ امیر صاحب کی ہدایات کو مدنظر رکھتے ہوئے جلسہ کا تھیم اور پھر جلسہ کے مقررین کا انتخاب کرتے ہیں نہ صرف یہ بلکہ تقاریر کے لئے مواد کی فراہمی بھی کرتے ہیں۔ خاکسار کو بھی ان کے ساتھ کئی سالوں سے بطور نائب افسرجلسہ گاہ خدمت کی توفیق اور سعادت نصیب ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تلاوت، تقاریر اور نظموں کا معیار بھی بہت اچھا ہو رہا ہے۔

دراصل جلسہ کی دو ہی چیزیں ہیں جو اسے معراج دیتی ہیں۔ ایک تو حضرت مسیح موعودؑ کا قائم کردہ لنگرخانہ یعنی ضیافت جس کا دوسرا مطلب ہے کہ ہر مہمان کو اچھا کھانا بروقت مل جائے اور پھر تقاریر کا پروگرام۔ باقی ساری چیزیں ثانوی حیثیت رکھتی ہیں۔

اس ضمن میں میں دوبارہ پہلے کی طرف جاتا ہوں۔ میں نے بتایا ہے کہ جب میں امریکہ آیا تو اس وقت کچھ جلسے یونیورسٹی کے ماحول میں ہوئے اور کھانے کا انتظام بھی کچھ پسندیدہ نہ تھا اور مہنگا بھی بہت تھا۔ لیکن سب کی مجبوری تھی۔ ابھی یہاں پر لنگر کا باقاعدہ انتظام نہ چلا تھا۔ مناسب کارکن بھی نہیں مل رہے تھے۔

1991ء میں جب جلسہ ڈیٹرائٹ میں ہوا جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے شرکت فرمائی تھی۔ اس جلسہ کے اختتام پر حضورؒ نے فرمایا۔

’’آئندہ امریکہ میں لنگر چلنے چاہئیں۔‘‘

بس خلیفہ وقت کی اس خواہش اور اظہار میں خداتعالیٰ نے ایسی برکت رکھی کہ صحیح مخلص خادم سلسلہ کارکن میسر آگیا اور ان کا نام تھا ڈاکٹر صلاح الدین پی ایچ ڈی تھے۔ان میں لنگر خانہ مسیح موعودؑ کی خدمت کی ایک تڑپ، لگن پائی جاتی تھی۔

پھر 1992ء میں لنگرخانہ اور جلسہ کے انتظامات کے لئے ایک میٹنگ صاحبزادہ مرزا مظفر احمد کے گھر ہوئی جس میں لنگر خانہ کا انتظام چلانے کے لئے بڑی دیر تک بحث ہوئی۔ بالآخر مکرم ڈاکٹر صلاح الدین نے سب کے دل جیت لئے یہ کہہ کر کہ:’’خداتعالیٰ کے فضل اور مدد کے ساتھ، انشاء اللہ ضرور۔‘‘

ڈاکٹر صلاح الدین نے اس کام کو تادم واپسی جس محنت اور انتھک کوششوں سے نبھایا میرے پاس الفاظ نہیں کہ ان کا تذکرہ کروں۔اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے۔آج بھی یہ لنگر مسیح موعودؑ بڑی کامیابی کے ساتھ اور اپنے نظام کی وسعتوں کے ساتھ جاری و ساری ہے۔ اللہ ان کی مغفرت فرمائے اور انہیں اجر عظیم سے نوازے۔ لنگر کا کام چلانا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ پھر ہزاروں مہمانوں کے لئے ۔ پھر سب کام رضاکارانہ طور پر کیا جاتا ہے۔ مگر ڈاکٹر صلاح الدین نے بڑی سادگی، عاجزی اور دعاؤں سے اخلاص کے ساتھ اپنی ٹیم کے ساتھ یہ کام کیا اور اپنے بعد ایک تیار شدہ ٹیم چھوڑی جو اس سارے کام کو نبھا رہی ہے۔

یہ لنگر خانے کے بارے میں وسعت کی بات ہوئی ہے لیکن جب ہم عمومی جائزہ لیتے ہیں تو امریکہ میں جلسہ سالانہ کے انتظامات میں بہت وسعت اور تیزی پیدا ہوئی ہے۔ 1988ء کے جلسہ کا آج کے جلسے سے مقابلہ کریں تو وسعت کے لحاظ سے زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ایک تو یہی کہ یونیورسٹی کے محدود انتظامات اور جگہ سے نکل کر Expo سینٹر میں جلسہ ہو رہا ہے۔ Expo سینٹر رقبہ کے لحاظ سے بہت وسیع رقبہ ہے۔ ان میں کھانے کے انتظامات کے لئے بالکل الگ ایک جگہ بنائی جاتی ہے، جو جا بجا قرآنی آیات، احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات سے سجائی جاتی ہے۔ بازار الگ طور پر لگتے ہیں۔ بک سٹور اور پھر جلسہ کی تقاریر کا سپینش اور اردو میں ترجمہ کا نظام بھی خداتعالیٰ کے فضل سے گزشتہ 3سالوں سے جاری ہو چکا ہے۔

صرف یہی نہیں بلکہ آڈیو ویڈیو کے سسٹم میں تو بہت ہی وسعت پیدا ہوئی ہے۔مکرم ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ نائب امیر اور ان کی ٹیم بڑی محنت سے یہ فریضہ گزشتہ کئی سالوں سے سرانجام دے رہی ہے۔

ہمارے پیارے امام بھی ہمارے جلسوں میں شریک ہوتے ہیں۔ حضور کی آمد سے جلسہ کی رونق ، جلسہ کی حاضری اور لنگرخانہ کے انتظامات میں مزید وسعت پیدا ہو جاتی ہے اور یہی سب کا مشاہدہ بھی ہے۔ سب سے بڑھ کر حاضری بہت بڑھ جاتی ہے اور وہ لوگ بھی جو دور دراز کے علاقوں میں رہتے ہیں اور جلسہ پر مشکل سے پہنچتے ہیں مگر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت شمولیت سے ایسے لوگ اور فیملیز بھی حضور کی زیارت سے مشرف ہونے اور حضور کے خطبات سننے کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ ستمبر 1987ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ جب امریکہ تشریف لائے تو ساری ملاقاتیں ساری مجلس عرفان واشنگٹن کی مسجد فضل میں ہو گئے تھے کیونکہ تعداد ہی اتنی تھی۔اب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کی آمد پر مسجد بیت الرحمن بھی چھوٹی پڑ جاتی ہے۔ ابھی گزشتہ اکتوبر 2019ء میں جب حضور یہاں تشریف لائے تو اگرچہ جلسہ نہ تھا مگر حضور کی آمد کی وجہ سے یہ بھی ایک منی جلسہ کا رنگ ہی رکھتا تھا۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جماعت نے ترقی کرنا ہے اور کر رہی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم خلافت کے سایہ تلے بڑھتے چلے جائیں گے۔ حضور کی آمد پر انی معک یامسرور کی معجزانہ برکتیں دیکھنے میں آئیں۔ ان کی تفاصیل بھی انٹرنیشنل الفضل اور بدر میں مکرم عبدالماجد طاہر کی رپورٹس میں شائع ہو چکی ہیں۔

اب صاحبزادہ مرزا مغفور احمد گزشتہ 3سالوں سے جماعت کے امیر ہیں۔ خاکسار ہر سال آپ کی جلسہ کے کارکنوں کو ہدایت دیتے ہوئے سنتا ہے جس میں ہر موقع پر درد دل کے ساتھ آپ یہی بات دہراتے ہیں کہ

’’دیکھنا کھانا کم نہ ہو جائے، دیکھنا ایک بھی مہمان بھوکا نہ رہے۔ دیکھنا ایک بھی ایسا مہمان نہ ہو جسے کھانا نہ ملے۔ اور آپ کا طریق بھی یہی ہے کہ جب سب مہمان کھا چکتے ہیں پھر ڈائننگ ایریا میں جاتے ہیں۔ تاپتہ لگ جائے کہ کوئی مہمان رہ تو نہیں گیا۔ کوئی ایسا شخص تو نہیں جسے اب تک کھانا نہ ملا ہو یا کہیں کھانا کم تو نہیں تھا۔ ‘‘

21 جولائی 2017ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ کے کارکنان کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا:

’’ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ مہمان نوازی ایک بہت اہم شعبہ ہے، مہمان نوازی صرف کھانا کھلانا یا پانی پلا دینا یا زیادہ سے زیادہ رہائش کا انتظام کر دینا نہیں بلکہ جلسہ سالانہ کا ہر شعبہ مہمان نوازی ہے۔ چاہے اسے کوئی بھی نام دیا گیا ہو۔‘‘

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطاب میں حضرت مسیح موعودؑ کا یہ اقتباس بھی سنایا:

’’میرا ہمیشہ یہ خیال رہتا ہے کہ کسی مہمان کو تکلیف نہ ہو بلکہ اس کے لئے ہمیشہ تاکید کرتا رہتا ہوں کہ جہاں تک ہو سکے مہمانوں کو آرام دیا جائے۔‘‘ فرمایا:’’مہمان کا دل مثل آئینہ کے نازک ہوتا ہے اور ذرا سی ٹھیس لگنے سے ٹوٹ جاتا ہے۔ پس اس بات کو یاد رکھنا چاہئے اور اپنی طبیعت پر جبر کر کے بھی اگر کوئی بعض دفعہ ایسے حالات پیدا ہوں ہمیں مہمان کو آرام اور سہولت پہنچانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ‘‘

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے فرمایا:

’’جلسہ میں شامل ہونے والا ہر شخص حضرت مسیح موعودؑ کا مہمان ہے اور حضرت مسیح موعودؑ کا مہمان ہونے کی وجہ سے ہم نے ہر مہمان کو خاص مہمان سمجھنا ہے اور اس کی مہمان نوازی میں بھرپور کوشش کرنی ہے۔‘‘

(ماخوذ از احمدیہ گزٹ النور مئی جون 2018ء مضمون امتیاز راجیکی)

صاحبزادہ مرزا مغفور احمد خداتعالیٰ کے فضل سے حضور انور کی انہی ہدایات کو مدنظر رکھتے ہوئے کارکنان کو جلسہ کی خدمت اور مہمان نوازی کی طرف توجہ دلارہے ہیں۔

یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے بے انتہا افضال اور تحدیث نعمت کا ذکر ہوا ہے، جلسہ کی برکتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ خاکسار کو جون 2014ء میں برازیل کے جلسہ میں بھی مکرم فلاح الدین شمس نائب امیر امریکہ کے ساتھ وہاں کے جلسہ میں بطور نمائندہ امریکہ شامل ہونے کی سعادت ملی اور وہاں کی پہلی مسجد احمدیہ (بیت الاوّل) کے سنگِ بنیاد میں اینٹ رکھنے کی بھی سعادت نصیب ہوئی۔

یہاں کا جلسہ بھی خاکسار نے پہلی مرتبہ دیکھا تھا۔ وہاں پر جماعت کے لحاظ سے تو ابھی اتنی وسعت نہیں ہوئی تاہم برازیل کے لوکل حکومتی اداروں سے مہمانان کرام تشریف لائے تھے۔ جن میں میئر، کونسل کے ممبران اور زندگی کے مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے غیرازجماعت، پادری صاحبان، بینک منیجرز، پروفیسرز، ڈائریکٹرز وغیرہ شامل تھے۔

یہاں پر امیر و مشنری انچارج مکرم وسیم ظفر کے ساتھ خاکسار کا اور کریم شریف صاحب کا برازیل کے TVچینل پر Live انٹرویو بھی نشر ہوا۔ جس میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی تعلیمات کا پرچار کیا گیا۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

خاکسار کو خداتعالیٰ کے فضل سے بنگلہ دیش کے ایک جلسہ میں بھی بطور مرکزی نمائندہ شامل ہونے کی توفیق ملی۔ ڈھاکہ بخشی بازار میں ہماری 6منزلہ عمارت خداتعالیٰ کے فضل سے بہت سارے اہم اداروں کو سموئے ہوئے ہے۔ احاطہ میں جلسہ ہوتا ہے۔ مخالفت کی وجہ سے ابھی تک باہر جلسہ نہیں ہو رہا۔ لیکن عاشقان احمدیت یہاں پر بھی ہر تکلیف کو بالائے طاق رکھتے ہوئے شامل ہو رہے ہیں اور دور دراز علاقوں سے مخلصین جماعت جلسہ میں شامل ہونے آتے ہیں۔ یہاں ہی کھانا پکتا ہے، لنگر چلتا ہے، صبح کے وقت ناشتہ میں یہاں کھچڑی کھلائی جاتی ہے مہمانان کرام کو۔ اس کھچڑی میں چاول کے ساتھ بعض اوقات دال ،چکن اور بعض اوقات مچھلی بھی ڈالی جاتی ہے۔ چائے اور قہوہ بھی پیش کیا جاتا ہے۔

چھوٹی جگہ پر ہونے کے باوجود بھی ان کے دل بڑے کشادہ ہیں۔ مہمان نواز ہیں۔ جیسا کہ خاکسار نے بتایا کہ جگہ چھوٹی ہے پھر 4ہزار سے زائد احباب جلسہ میں شامل ہو جاتے ہیں، پھر ریجنل جلسہ جات بھی ہوتے ہیں، اس مرکزی جلسہ کے فوراً بعد ایک ریجنل جلسہ سندر بن میں بھی ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مشکلات کو آسان فرمائے تا آسانی کے ساتھ بغیر کسی رکاوٹ اور دقت کے سب ایک جگہ جلسہ کے لئے اکٹھے ہو سکیں۔ ان شاء اللہ یہ سب کچھ ہو کر رہے گا۔

آخر میں یہ لکھنا چاہتا ہوں کہ ایک بات یقینی ہے ۔خواہ ہم کچھ کریں یا نہ کریں یہ خداتعالیٰ کی تقدیر ہے کہ جماعت نے بھی ترقی کرنا ہے انشاء اللہ۔ اور جلسہ کے انتظام نے بھی۔ اور’’وَسِّعْ مَکَانَکَ‘‘ کا الہام ہمیں ہر آن بڑی شان و شوکت کے ساتھ ہر جگہ نظر آرہا ہے۔ یہ ترقی ہونی ہی ہونی ہے۔

جلسہ خواہ گھانا میں ہو ،سیرالیون میں ہو، امریکہ میں ہو، بنگلہ دیش میں ہو، دنیا کے کسی خطہ، دنیا کے کسی ملک میں ہو، اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ کی روایات، جلسہ کے انتظامات سب ایک ہی طرز پر ہیں۔ ہاں وقت کے ساتھ ساتھ ضرورتیں تبدیل ہونے کے ساتھ بھی روایات ایک ہی ہیں۔ اور یہ سب کچھ صداقت حضرت مسیح موعودؑ پر دلالت کرتی ہیں۔ ایک جماعت ہونے پر دال ہیں، للّٰہی جماعت ہونے کا ثبوت پیش کرتی ہیں اور ایک ہاتھ پر جمع ہوکر ایک ہی نظام میں پروئے جانے اور ایک ہی قسم کے خیالات اور ایک ہی قسم کے اوڑھنا بچھونا ہماری جماعت کی صداقت کی دلیل بن جاتا ہے۔

خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اپنے آپ کو خدمت کرنے کے لئے پیش کرتے ہیں۔ اب جلسہ سالانہ نزدیک آرہا ہے۔ تمام احباب دوست،بچے، خواتین جلسہ میں شرکت کو یقینی بنائیں اور اپنے اپنے کاموں کا ہرج کر کے بھی جلسہ میں شامل ہوں۔ یہ خواہش حضرت مسیح موعودؑ کی تھی۔ صرف یہی نہیں بلکہ جلسہ کے سارے پروگراموں کو تسلی کے ساتھ بیٹھ کر سنیں۔ اور اس مقصد کو پورا کریں جس کے لئے یہ جلسے منعقد کئے جارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے۔ آمین

****

انجینئر محمد انعام

ڈاکٹر عمر احمد شہید

28مئی 2010ء ایک بہت ہی اداس کر دینے والا دن ۔اس دن آسمان پر سرخ آندھی سی آئی ہوئی تھی۔ میں نے اپنے بچوں کو بھی ایک بار باہر دیکھنے کو کہا کہ دیکھو آسمان کیسا ہو رہا ہے ۔ڈاکٹر صاحب جمعہ کی نماز ادا کرنے چلے گئے ۔ لیکن اچانک ہی آپ گھر واپس آ گئے۔اور کہنے لگے کہ ٹی وی لگاؤ ۔دار الذکر میں کچھ ہو گیا ہے۔ میں نے جلدی سے ٹی وی لگایا تو قیامت کا منظر تھا۔ میرے اپنے بھائی اور کزن اور چچا وغیرہ سب دارالذکر میں تھے۔ سمجھ میں نہیں آ رہاتھا کہ کس کو فون کروں۔اتنی دیر میں میری بھتیجی کا لاہور سے فون آیا کہ پاپا سے بات ہوئی ہے وہ خیریت سے ہیں لیکن وہ کہہ رہے ہیں کہ کوئی فون نہ کرے کیونکہ جس کے بھی فون کی بیل ہوتی ہے دہشت گرد اس کو گولی مار دیتے ہیں۔ہم لوگوں کے ہاتھ پاؤں کانپ رہے تھے دعائیں کرنے لگے کہ اللہ تعالیٰ رحم فرما دے۔اتنے میں ایک بیٹی جس کی لاہور شادی ہوئی تھی اور ابھی تقریباً ڈیڑھ سال ہی ہوا تھا اس وقت اس کی آٹھ ماہ کی پیاری سی بیٹی تھی اس کا فون آیا اور کہا کہ عمر (اس کا خاوند) بھی دارالذکر میں ہے ۔پھر میں نے پوچھا کہ وہ توسمن آباد کی مسجد میں نماز ادا کرتے ہیں بیٹی کہنے لگی کہ وہ آج دارالذکر ہی گئے ہیں۔کیونکہ ان کا آفس وہاں سے قریب ہے۔ وہ بہت زیادہ رو رہی تھی ۔اور مجھے یہ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا کروں،اور دل کر رہا تھا کہ جلدی سے لاہور پہنچ جاؤں لیکن سفر بھی زیادہ تھا ،بچیوں کی بھی فکر تھی کہ کیسے ان کو اکیلا گھر چھوڑ جاؤں۔اللہ تعالیٰ نے حوصلہ دیا ۔وہ بیٹی شدید دکھ اور پریشانی میں تھی۔چار بجے کے قریب بیٹی نے بتایا کہ کافی لوگ دارالذکر سے باہر آرہے ہیں لیکن ڈاکٹر عمر احمد کا کوئی پتہ نہیں چل رہا۔عمر احمد کا بھائی اور میرے بھائی بھی دارالذکر کے گیٹ پر بہت پریشانی میں کھڑے تھے۔آخر خدا خدا کر کے میرے بھائی کا فون آیا کہ ہم نے عمر احمد کو ایمبولنس میں دیکھا ہے۔شاید اس کی ٹانگ میں گولی لگی ہے اور وہ ہمیں دیکھ کر وکٹری کا نشان بنا رہا ہے۔ہمارے دل کو تھوڑی سی ڈھارس ہوئی۔بیٹی عمر احمد کو دیکھنے دیور کے ساتھ ہسپتال گئی۔وہاں پریشانی کے عالم میں کھڑے تھے کہ ڈاکٹر صاحب نے پوچھا کہ عمر احمد کے ساتھ کون ہے دونوں بھابھی اور دیور بھاگے کہ ہم لوگ ہیں۔ڈاکٹر صاحب نے بیٹی کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کو بڑے پیار سے بتایا کہ میں تمہیں جھوٹی تسلی نہیں دے سکتا کیونکہ پانچ ،چھ گولیاں لگی ہیں جو گردے ، معدے اور پھیپھڑوں میں سوراخ کر گئی ہیں۔اور ایک گردہ نے کام کرنا چھوڑ دیا ہے۔لیکن اللہ تعالیٰ معجزہ دکھا سکتا ہے اور وہی شفاء دینے والا ہے۔اور سب کچھ اس کے اختیار میں ہے۔

اتنی دیر میں ہم بھی پہنچ گئے۔ان لوگوں کو دیکھ کر ہمارے دماغ ماؤف ہو چکے تھے ۔عمر احمد کے تمام گھر والے خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز تھے۔اور رو رو کے دعائیں کر رہے اور عمر احمد کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے ترس رہے تھے۔اللہ تعالیٰ یہ دن کسی کو نہ دکھائے۔ڈاکٹروں نے بہت خیال رکھا ہمارا سارا دن ہسپتال میں کھڑے رہ کر گزرتا کہ شاید عمر احمد بہتری کی طرف آجائے۔چھوٹی ثمرین احمد(ڈاکٹر عمر کی بیٹی) بھی ہمیں دیکھ کر بہت حیران ہو رہی تھی اس کو کیا معلوم کہ اس کا پیارا باپ زندگی اور موت سے لڑ رہا ہے۔اپنی جماعت کے بچوں ،بڑوں نے اس قدر پیار کا سلوک کیا۔کھانا پانی وغیر ہ سب ٹائم پر آتااور سب نے بھرپور ڈیوٹی دی۔

اسی طرح علاج کرتے کرتے 3جون آگیا۔3جون سے ایک روز قبل عمر احمد کو کافی خون کی بوتلیں لگی تھیں۔اپنے احمدی نوجوانوں نے بہت خون دیا۔اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ڈاکٹرز کا کہنا تھا کہ اب حالت بہتر ہو چکی ہے۔اس لئے ہم نے بھی سوچا کہ گھر کا چکر لگا آئیں۔ہم نے بیٹی کو کہا کہ ہم صرف کچھ دیر کے لئے جا رہے ہیں لیکن وہ مانی نہیں۔ہم نے کہا کہ ہم چھوٹی بیٹی کو بھی ساتھ لے جاتے اور آپ آرام سے عمر احمد کے پاس بیٹھنا اس پر وہ راضی ہو گئی۔

ڈاکٹر عمر احمد شہید

ہم جا ہی رہے تھے کہ ثمرین احمد نے رونا شروع کر دیا ہم نے بہت کوشش کی مگر وہ چپ نہ ہو سکی آخر ہم گھر پہنچے تو میں نے اس کی خالہ کو کہا کہ اس کو گرمی نہ لگ رہی ہو اس کو نہلا دو۔ مگر اس سے بھی کوئی فرق نہ پڑا۔پوری رات وہ اسی حالت میں رہی۔ لیکن جونہی صبح کی اذان ہوئی نہ جانے بچی کو کیسے سکون آگیااور وہ سو گئی۔اس رات خواب میں دیکھا کہ ہمارا گیٹ کھلا ہے اور کالونی کے بہت سے لوگ کھڑے ہیں لیکن ان کے چہروں پر بہت پریشانی ہے فون کی بیل ہوئی ہم سب صحن میں چلے گئے۔بیٹی کے دیور نعمان احمد کا فون تھا۔کہ’’ عمر بھائی چلے گئے‘‘ہمارے ہاتھ پاؤں کانپنے لگے گویا جسم سے جان نکل گئی ہو۔

اللہ تعالیٰ نے 4جون کو ڈاکٹر عمر احمد کو بھی شہادت کا اعلیٰ درجہ عطا فرمایا۔ہمارا بہت ہی پیارا داماد اللہ تعالیٰ کو پسند آگیا۔میری بیٹی کو اتنا بڑا صدمہ ملا مگر ہمت دینے والا تو خدا ہے۔اس کے علاوہ ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جنہوں نے بہت ہی پیار سے زخمی دلوں کو مرہم لگایا جس سے دل کو بہت تسلی ہوئی۔

آخر میں ڈاکٹر عمر احمد شہید کے والدین جن کا ذکر ضروری ہے،اللہ تعالیٰ ان کو ہمیشہ خوشیاں عطا فرمائے ،انہوں نے عمر احمد کی بیوی کے بارے میں کہا کہ پہلے یہ ہماری بہو تھی اب ہماری بیٹی ہے ،یہ جو کہے گی وہ کریں گے اور انہوں نے یہ کر کے دکھایا ۔ہماری بیٹی کو بھی اللہ تعالیٰ نے صبر و تحمل عطا فرمایا اس پر بے شمار فضل کئے حضور کی دعائیں رنگ لائیں اور اس بیٹی کی بفضل خدا دوبارہ شادی ہو گئی اور وہ اپنے میاں اور دو بچوں کے ساتھ خوش و خرم زندگی گزار رہی ہے۔

****

اوقات طلوع وغروب

14 مارچ 2020ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	5:16	18:30
مدینہ منورہ	5:16	18:31
قادیان	5:18	18:39
ربوہ	4:58	18:19
اسلام آباد ٹلفورڈ	4:27	18:06